بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ٹیلیفون نمبر ۹۱ — رجسٹرڈ ایل نمبر ۲۵

اِنَّ الْفَضْلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ ☆ عَسٰٓی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا

روزنامہ الفضل قادیان

یوم پنجشنبہ

مدینۃ المسیح

قادیان ۵ ماہ شہادت۔ سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کے متعلق آج دس بجے صبح کی ڈاکٹری اطلاع مظہر ہے۔ کہ حضور کو کل بعد دوپہر سر درد کا دورہ ہوگیا۔ جو خدا کے فضل سے شام کو کم ہوگیا۔ مگر رات کو بھی اس کی تکلیف رہی۔ اس کے علاوہ گلے اور کانوں میں بھی درد ہے۔ احباب حضور کی صحت کاملہ کے لئے دعا فرمائیں۔

حضرت ام المومنین مدظلہا العالی کی طبیعت خدا تعالےٰ کے فضل سے اچھی ہے۔ الحمد للہ

صاحبزادی ناصرہ بیگم صاحبہ بنت حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ کو کل بخار اور متلی کی تکلیف رہی۔ اور قے بھی ہوئی۔ آج بھی بخار ہے۔ احباب دعائے صحت کریں۔

جلد ۳۲ | ۶ ماہ شہادت ۱۳۲۳ ہش | ۱۲ ربیع الثانی ۱۳۶۳ھ | ۶ اپریل ۱۹۴۴ء | نمبر ۸۱

حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کی ایک اہم ہدایت

قادیان کے ہر احمدی کو کوشش کرنی چاہیئے کہ روزانہ کم از کم ایک نماز مسجد مبارک میں پڑھے

۹ مارچ ۱۹۴۴ء حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے بعد نماز عصر مسجد مبارک میں حسب ذیل تقریر فرمائی:۔

دیکھو! بعض دفعہ ایک چھوٹی سی بات ہوتی ہے۔ مگر وہ بہت بڑے نتائج پیدا کر دیتی ہے۔ میں نے آپ لوگوں میں یہ تحریک کی تھی۔ کہ جو لوگ قادیان آتے ہیں۔ ان کو روزانہ کوئی نہ کوئی نماز مسجد مبارک میں آکر ادا کرنی چاہیئے۔ قادیان کی آبادی اس وقت بارہ ہزار ہے۔ اس میں سے چھ ہزار اگر عورتیں نکال دی جائیں اور باقی چھ ہزار میں سے دو ہزار بچے یا بیمار یا بوڑھے اور کمزور لوگ نکال دئے جائیں۔ تو چار ہزار کی آبادی رہ جاتی ہے۔ چار ہزار آدمی اگر پانچ نمازوں میں تقسیم ہوں۔ تو اس کے معنی یہ بنتے ہیں کہ قادیان کی موجودہ آبادی کے لحاظ سے آٹھ سو آدمی فی نماز مسجد مبارک میں آنا چاہیئے۔ لیکن حال یہ تھا۔ کہ مسجد کی دو یا تین صفوں کے بعد عموماً مسجد خالی پڑی رہتی تھی۔ اللہ تعالیٰ جب چاہتا ہے۔ دلوں میں تحریک پیدا کر دیتا ہے۔ میں جب مسجد کی اس حالت کو دیکھتا۔ تو میرے دل میں گھبراہٹ پیدا ہوتی۔ لیکن یہ بات میری سمجھ میں نہ آتی۔ کہ میں اس رنگ میں جماعت کے سامنے تحریک کروں۔ جب خدا تعالےٰ نے مجھے اس بات کی طرف توجہ دلائی۔ کہ اب اسلام کے غلبہ کا وقت آپہنچا ہے۔ تو وہ مختلف پہلو میرے ذہن میں آنے شروع ہوئے۔ جو اس غلبہ کے لئے ضروری ہیں۔ وہ بیسیوں پہلو ہیں۔ اور کسی ایک خطبہ یا تقریر میں ان کو بیان نہیں کیا جا سکتا۔ میرا ارادہ ہے۔ کہ لاہور یا لدھیانہ کے جلسہ کے بعد روزانہ مغرب اور عشاء کے درمیان مسجد میں بیٹھا کروں۔ اور دوستوں کو اُن باتوں میں سے کچھ نہ کچھ سنایا کروں۔ تاکہ وہ آگے کی طرف قدم بڑھا سکیں۔ انہی امور میں سے ایک بات یہ بھی خدا تعالےٰ نے میرے دل میں ڈالی۔ کہ جو مقامات مقدس ہوا کرتے ہیں وہ اپنے حق کا لوگوں سے مطالبہ بھی کیا کرتے ہیں۔ اور اگر افراد جماعت اُن مقامات کا حق ادا نہیں کرتے۔ تو خدا تعالیٰ کی طرف سے انہیں تنبیہ ہوتی یا اُن پر عذاب نازل ہوتا ہے۔ پس میرے دل میں ایک یہ بات بھی آئی۔ کہ مسجد مبارک کی صفوں کی صفیں ہر نماز میں خالی پڑی رہتی ہیں۔ حالانکہ قادیان کی آبادی اس وقت بارہ ہزار ہے۔ اس کے معنے یہ ہیں۔ کہ اس مسجد کا ایک ایک انچ خدا تعالیٰ کے حضور زبانِ حال سے فریاد کر رہا تھا۔ کہ یہ جماعت کہتی تو یہ ہے کہ اُس نے دنیا فتح کرنی ہے۔ مگر حالت یہ ہے کہ وہ اُس مسجد کو بھی اب تک آباد نہیں کر سکی جس کے متعلق خدا تعالےٰ نے یہ خبر دی ہے کہ یہ برکت دینے والی جگہ ہے۔ یہ نزول برکات کا مقام ہے۔ اور ہر کام جو یہاں کیا جائیگا وہ مبارک ہوگا۔ اس بات کے کہنے والا کوئی انسان نہیں بلکہ خدا کہہ رہا ہے۔ اگر خدا ایک دفعہ بھی کسی چیز کو مبارک قرار دیدے تب بھی اس کی برکت سے انکار نہیں کیا جا سکتا۔ مگر یہ مسجد تو وہ ہے۔ جسے خدا نے بار بار مبارک کہا۔ اور نہ صرف یہ کہا کہ یہ مسجد برکت دہندہ اور نزول برکات کا مقام ہے بلکہ یہ بھی فرمایا کہ ہر کام جو اس مسجد میں کیا جائیگا۔ وہ مبارک ہوگا۔ جس کے معنے یہ ہیں۔ کہ وہ نماز مبارک ہے۔ جو اس مسجد میں ادا کی جائے۔ وہ سجدہ مبارک ہے جو اس مسجد میں کیا جائے۔ وہ قومہ مبارک ہے جو اس مسجد میں کیا جائے۔ وہ تشہد مبارک ہے جو اس مسجد میں کیا جائے۔ وہ سلام مبارک ہے جو اس مسجد میں کیا جائے۔ وہ تکبیر مبارک ہے جو اس مسجد میں کہی جائے۔ اور وہ دعائیں مبارک ہیں۔ جو اس مسجد میں کی جائیں۔ خدا تعالےٰ کی طرف سے اتنی برکتیں۔ اتنی عظیم الشان برکتیں نازل ہوں۔ اور پھر انسان اِن برکات سے منہ پھیر کر چلا جائے۔ اور کبھی چھ مہینے یا سال کے بعد اس مسجد میں آکر کوئی ایک نماز ادا کرے۔ تو اس سے زیادہ محروم اور بدقسمت انسان اور کون ہو سکتا ہے۔ اگر اسی وقت جائزہ لیا جائے۔ تو معلوم ہو سکتا ہے۔ کہ قادیان میں بعض ایسے لوگ موجود ہیں جو مہینوں بعد بھی اس مسجد میں آکر ایک نماز ادا نہیں کرتے۔ مگر اللہ تعالےٰ چونکہ ستار ہے۔ اس لئے ہم بھی جائزہ نہیں لیتے لیکن میں یقین رکھتا ہوں کہ قادیان میں بعض ایسے لوگ موجود ہیں۔ جو تین تین سال سے اس مسجد میں نماز پڑھنے کیلئے نہیں آئے۔ اس صورت میں، وہ خود ہی غور کریں۔ اُنکی روحانیت کو کیا فائدہ ہو سکتا ہے۔ ابھی میں لاہور میں ہی تھا۔ کہ مجھے ایک دوست ملے جو قادیان کے رہنے والے تھے۔ انہوں نے اپنے متعلق ذکر کیا۔ کہ میری حالت یہ ہے۔ کہ جب تک میں قادیان میں رہتا ہوں۔ میں محسوس کرتا ہوں۔ کہ میری روحانیت ماری گئی ہے۔ مگر جب میں باہر جاتا ہوں۔ تو اسوقت سلسلہ کی محبت کا ایک جوش اپنے اندر پاتا ہوں۔ میں نے اُن سے کہا۔ آپ ٹھیک کہتے ہوں گے۔ مجھے انکار نہیں کہ ایسا ہی ہوتا ہوگا۔ لیکن جب حالت یہ ہے تو آپ اپنی روحانیت کو کیوں تباہ کرتے ہیں آپ باہر ہی رہا کریں۔ قادیان میں نہ رہیں۔ تو حقیقت یہی ہے کہ محض قادیان میں آجانے سے انسان کو برکت حاصل نہیں ہوتی، بلکہ برکت ان ذمہ واریوں کو ادا کرنے سے حاصل ہوتی ہے

ایڈیٹر:۔ غلام نبی

بھائی عبدالرحمٰن صاحب قادیانی پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھاپا اور قادیان [illegible]

جو اللہ تعالےٰ کی طرف سے عائد کی گئی ہیں۔ جو شخص یہاں آکر ان ذمہ واریوں کو ادا نہیں کرتا۔ وہ اگر دانستہ ایسا نہیں کرتا تو اللہ تعالےٰ کے عذاب میں گرفتار ہوگا۔ اور اگر نادانستہ ایسا نہیں کرتا۔ تو گو اسے عذاب نہ ہو۔ مگر اس کے دل پر زنگ ضرور لگ جائے گا۔ یہ ایسی ہی بات ہے جیسے ایک شخص جان بوجھ کر اپنے آپ کو گولی مار کر ہلاک کر لیتا ہے۔ اور وہ خودکشی کا مرتکب سمجھا جاتا ہے۔ لیکن دوسرا شخص خود تو اپنے آپ کو گولی نہیں مارتا۔ ہاں غلطی سے اس کی بندوق اس کے ہاتھ سے اسی کی طرف چل جاتی ہے۔ ایسی صورت میں گو وہ خودکشی کا مرتکب نہ سمجھا جائے مگر ہلاک ضرور ہوگا۔ اسی طرح جو شخص دانستہ ان ذمہ واریوں کو ادا نہیں کرتا۔ وہ عذاب کا مستحق ہوگا۔ اور جو شخص نادانستہ ان ذمہ واریوں کو ادا نہیں کرتا۔ وہ گو اللہ تعالےٰ کے عذاب کا نشانہ نہ بنے۔ مگر اس کے دل پر زنگ ضرور لگ جائے گا۔

غرض خدا تعالےٰ کی طرف سے جب میرے دل پر یہ خیال غالب آگیا۔ تو میں نے جماعت کے دوستوں میں تحریک کی۔ کہ وہ یہاں آکر نمازیں پڑھا کریں۔ اللہ تعالےٰ نے اس تحریک کو قبول فرمایا۔ چنانچہ کجا تو یہ حالت تھی۔ کہ آج سے چار پانچ دن پہلے یہ مسجد خدا سے فریادی ہو رہی تھی کہ میرے پاس جگہ خالی پڑی ہے۔ قادیان میں احمدی موجود ہیں۔ مگر وہ اسے پُر کرنے کے لئے نہیں آتے۔ تُو کہتا ہے کہ اگر وہ اس مسجد میں آکر نماز پڑھیں گے۔ تو انہیں برکت ملے گی۔ مگر وہ اس برکت کو لینے کے لئے تیار نظر نہیں آتے۔ اور کجا یہ حالت ہے۔ کہ اب اس کثرت سے لوگ یہاں نمازیں پڑھنے کے لئے آرہے ہیں۔ کہ کل سے میں بھی سوچ رہا ہوں۔ اور بعض دوسرے دوست بھی کہ اب یہ مسجد اس قابل نہیں رہی۔ کہ سب لوگ اس میں سما سکیں۔ بلکہ اب ضرورت اس بات کی ہے۔ کہ اسے بڑھا دیا جائے۔ چنانچہ اس کے نتیجہ میں پہلی برکت تو یہ نازل ہوئی ہے کہ آج ہی میں نے فیصلہ کر دیا ہے۔ کہ اس مسجد کو پہلو کی طرف بڑھا دیا جائے۔ اس سے انشاء اللہ یہ مسجد موجودہ مسجد سے دوگنی

ہو جائے گی۔ مسجد کے لئے یہ جگہ سالہا سال سے خریدی جا چکی تھی۔ لیکن جبکہ پہلے ہی مسجد کی کئی صفیں نمازیوں سے خالی رہتی ہوں۔ تو یہ تحریک کس طرح کی جا سکتی تھی۔ کہ اسے اور بڑھا دیا جائے۔ مگر اب جبکہ پرسوں سے لوگ کثرت کے ساتھ اس مسجد میں نماز کے لئے آنے شروع ہو گئے ہیں۔ صاف پتہ لگ رہا ہے۔ کہ پہلے تو مسجد خدا تعالےٰ کے حضور فریاد کرتی تھی۔ اور کہہ رہی تھی۔ کہ خدایا تو نے مجھے بے کس کیوں چھوڑ رکھا ہے۔ اور آج نمازی فریادی ہیں۔ کہ اے خدا ہمیں اس مسجد میں نماز پڑھنے کے لئے جگہ نہیں مل رہی۔ تو اس مسجد کو اور بڑھا دے۔ تاکہ ہم اس کی برکات سے حصہ لے سکیں۔ یہ کتنا زمین و آسمان کا فرق ہے۔ کہ آج سے چار دن پہلے روحانی نگاہ سے فرشتے زمین کی طرف حسرت سے دیکھ رہے تھے۔ کہ کیوں خدا کے بندے اس مسجد میں نماز پڑھنے کے لئے نہیں آتے۔ اور چار دن کے بعد آج آسمان کے دروازے کھلے ہوئے ہیں۔ اور انسان حیرت سے کہہ رہے ہیں۔ کہ خدایا تو ہم پر اور فضل کیوں نازل نہیں کرتا۔ میں نے بتایا ہے اس غرض کے لئے زمین خریدی جا چکی تھی۔ اب انشاء اللہ اس مسجد کو بڑھا دیا جائے گا۔ میں اپنے قلب میں ایسا محسوس کرتا ہوں جیسے خدا تعالےٰ کی طرف سے یہ انکشاف ہوتا ہے۔ گو کسی الہام یا رؤیا کی بنا پر میں یہ نہیں کہہ رہا۔ مگر میرا قلب یہ محسوس کرتا ہے۔ کہ ہر شخص جو یہاں نماز پڑھنے کے لئے آتا ہے۔ وہ سلسلہ کی ترقی کے لئے ایک نیا باب کھولتا ہے۔ ہر نماز جو وہ یہاں ادا کرتا ہے وہ خدا کے سامنے کہہ رہی ہوتی ہے۔ کہ اے خدا لوگوں نے اپنی ذمہ واری ادا کر دی۔ اب تو اور جگہ لا جہاں اور آدمی آئیں اور اپنے رب کی عبادت کریں۔ پہلے خدا تعالےٰ کو اپنے بندوں سے شکوہ تھا۔ کہ وہ اس مسجد میں نماز پڑھنے کے لئے کیوں نہیں آتے۔ اور کیوں اسے خالی رکھتے ہیں۔ اور آج بندے خدا سے یہ کہنے کا حق رکھتے ہیں۔ کہ خدایا ہم پر جو فرض عائد تھا۔ وہ ہم نے پورا کر دیا۔ اب تو اور فضل نازل فرما۔ اور اپنی اور زیادہ برکات سے ہمیں حصہ عطا فرما۔ اور درحقیقت یہی انسان کی ترقی کا راز ہے۔ بندے جب اللہ تعالےٰ کے سارے فضلوں کو لے لیتے ہیں۔ اور وہ کہتے ہیں اے اللہ

ہم پر اور فضل نازل فرما۔ تو خدا ان پر اور فضل نازل فرما دیتا ہے۔ وہ شخص جس کی جھولی میں روٹیاں بھری ہوئی ہوں۔ اسے کون خیرات ڈالتا ہے۔ جو شخص بھی اسے دیکھیگا۔ یہی کہیگا کہ تمہاری جیب میں تو پہلے ہی کافی روٹیاں موجود ہیں۔ تمہیں اور خیرات کی کیا ضرورت ہے لیکن جب اس کی جیب خالی ہو۔ تو پھر ہر شخص اسے خیرات دینے کے لئے تیار ہو جاتا ہے اسی طرح جب تک یہاں جگہ خالی تھی۔ اللہ تعالےٰ کے مزید فضل نازل ہونے کے لئے بظاہر کوئی محرک نہ تھا۔ کیونکہ آدمی موجود تھے۔ لیکن وہ توجہ سے کام نہیں لیتے تھے۔ مگر اب جبکہ جگہ پُر ہو گئی ہے۔ فرشتے خدا تعالےٰ سے یہ عرض کرتے ہیں۔ اور ہر نماز میں میں محسوس کرتا ہوں۔ کہ فرشتے اللہ تعالےٰ سے یہ کہہ رہے ہیں۔ کہ اے خدا پہلی جگہ تو بھر گئی۔ اب تو اور جگہ دے۔ جس میں تیرے اور مومن بندے آئیں۔ اور تیری عبادت بجا لائیں۔ چنانچہ آج ہی میں نے اس غرض کے لئے احکام جاری کر دیئے ہیں۔ اور قریباً اتنی ہی اور مسجد انشاء اللہ بن جائیگی۔ یہ نئی برکت آپ لوگوں کے صرف تین دن یہاں آکر نماز پڑھنے کی وجہ سے نازل ہوئی ہے رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں۔ جو شخص مسجد بناتا ہے۔ خدا اس کا گھر جنت میں بناتا ہے۔ بے شک تعمیر مسجد سے بھی جنت ملتی ہے۔ مگر جو اپنے آنے کی وجہ سے مسجد بنواتا یا اس کی توسیع کا موجب بنتا ہے۔ وہ بھی اللہ تعالےٰ کی جنت میں اپنا گھر بنواتا ہے۔ جو شخص روپے خرچ کرتا ہے۔ اور اس کی وجہ سے مسجد کے لئے زمین خریدی جاتی ہے۔ یا اینٹیں خریدی جاتی ہیں۔ یا اور ضروریات مہیا کی جاتی ہیں۔ وہ اگر جنت میں جا سکتا ہے۔ تو میں نہیں سمجھ سکتا۔ کہ ان مومنوں کو کیوں جنت نہیں ملے گی۔ جو مسجد میں آکر نماز پڑھتے ہیں۔ اور جن کے نماز پڑھنے کی وجہ سے مسجد تنگ ہو جاتی ہے۔ اور اسے وسیع کرنا پڑتا ہے۔

تو بعض چھوٹی چھوٹی باتیں ہوتی ہیں۔ مگر بڑے بڑے نتائج پیدا کر دیا کرتی ہیں۔ اسی طرح اور بہت سی باتیں ہیں۔ جو ابھی آپ لوگوں نے کرنی ہیں۔ اور میں انشاء اللہ وقتاً فوقتاً وہ باتیں بتاتا رہوں گا۔ جب آپ لوگ ان باتوں کو پورا کر لیں گے۔ تو اس کے بعد آپ کو ترقیات ملیں گی اور اللہ تعالےٰ کی رحمت کے دروازے ہماری

جماعت کے لئے کھل جائیں گے۔ مگر اس کے لئے ضروری ہے کہ پہلے اپنے آپکو قربانیاں کرنے کے لئے تیار کیا جائے۔ اللہ تعالےٰ کی طرف سے جب قربانی کے نئے راستے کھلتے ہیں۔ تو بعض لوگ ابتلا میں آجاتے ہیں۔ اس لئے دعائیں کرنی چاہئیں کہ اللہ تعالےٰ ہم سب کو ثبات قدم عطا فرمائے۔ اور ہمیں قربانیوں کے میدان میں ہمیشہ آگے قدم بڑھانے کی توفیق عطا فرمائے۔ ابھی ہم قیاس بھی نہیں کر سکتے۔ کہ ہمیں کن کن مشکلات میں سے گزرنا پڑے گا۔ ہاں ہم اتنا جانتے ہیں۔ کہ اگر ہم نے اپنے فرض کو ادا کر دیا۔ تو وہ مشکلات ہمارے لئے لذت اور سرور کا موجب ہونگی۔ تکلیف اور عذاب کا موجب نہیں ہوں گی۔ وہ دنیا کے لئے عذاب ہوں گی۔ مگر ہمارے لئے خدا تعالےٰ کے فضلوں کا پیش خیمہ ہونگی۔ کیونکہ مومن کا دل خدا تعالےٰ کی طرف سے آنے والے ابتلاؤں میں بھی راحت پاتا ہے۔ اور وہ ان میں اسلام اور اپنے مقصد کی کامیابی دیکھتا ہے۔ جیسے بچہ کے پیدا ہونے پر ہر ماں کو دردیں ہوتی ہیں۔ مگر پھر بھی وہ خوش ہوتی ہے۔ بلکہ بعض دفعہ ڈاکٹر ہدایت دے دیتا ہے۔ کہ آئندہ بچہ نہیں ہونا چاہیئے۔ ورنہ ماں کی زندگی کا خطرہ ہوگا۔ لیکن ماؤں کی طرف سے پھر بھی یہی خواہش ہوتی ہے۔ کہ دعا کریں۔ کہ ہمارے ہاں بچہ ہو جائے۔ اسی طرح مومن کو بے شک مشکلات پیش آتی ہیں۔ مگر اس کی سب مشکلات اور تکلیفیں آخر میں راحت سے بدل جاتی ہیں۔

ایک واقعہ کی ضروری تصحیح

الفضل ۳۰ مارچ ۱۹۴۴ء میں پیر صلاح الدین صاحب کا جو مضمون سلامٌ قولاً من رب رحیم کے ہیڈنگ کے ماتحت چھپا ہے۔ اس میں کچھ واقعات غلط چھپ گئے ہیں۔ اصل واقعہ یوں ہے۔ کہ حافظ محمد رمضان صاحب نے حضرت میر صاحب کے آخری وقت میں ان کی چارپائی کے پاس بیٹھ کر بہت سی قرآنی دعائیں پڑھیں۔ اور سورہ یٰسین بھی تلاوت کی۔ جب حافظ صاحب موصوف سلامٌ قولاً من رب رحیم والی آیت پر پہونچے۔ تو ڈاکٹر حشمت اللہ صاحب نے زور سے اس آیت کو دہرایا۔ اور ساتھ ہی حافظ محمد رمضان صاحب سے کہا۔ کہ اس آیت کو پھر پڑھیے۔ چنانچہ حافظ صاحب نے چار پانچ مرتبہ اس آیت کو دہرایا۔ اور ساتھ ہی دوسرے احباب نے بھی اس آیت کو رقت بھری

انا المسیح الموعود مثیلہ و خلیفتہ

حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ۲۸ جنوری ۱۹۴۴ء کے مبارک جمعہ کے خطبہ میں اپنی ایک عظیم الشان رؤیا بیان فرمائی جو یکم فروری کے الفضل میں شائع ہو چکی ہے۔ رؤیا بہت لمبی ہے۔ اس کے دوران میں حضور کی زبان پر عربی میں الہام الٰہی جاری ہوا جس کا ذکر کرتے ہوئے حضور فرماتے ہیں۔

"۔۔۔۔۔ جس وقت میں یہ تقریر کر رہا ہوں (جو خود الہامی ہے) یوں معلوم ہوتا ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ذکر کے وقت اللہ تعالیٰ نے خود رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو میری زبان سے بولنے کی توفیق دی ہے۔ اور آپ فرماتے ہیں انا محمد عبدہ و رسولہ اس کے بعد حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ذکر پر ایسا ہی ہوتا ہے۔ اور آپ فرماتے ہیں۔ انا المسیح الموعود اس کے بعد میں ان کو اپنی طرف توجہ دلاتا ہوں۔ چنانچہ اس وقت میری زبان پر جو فقرہ جاری ہوا وہ یہ ہے۔ وانا المسیح الموعود مثیلہ و خلیفتہ اور میں بھی مسیح موعود ہوں یعنی اس کا مثیل اور اس کا خلیفہ ہوں۔ تب خواب میں ہی مجھ پر ایک رعشہ کی سی حالت طاری ہو جاتی ہے۔ اور میں کہتا ہوں۔ کہ میری زبان پر کیا جاری ہوا۔ اور اس کا کیا مطلب ہے۔ کہ میں مسیح موعود ہوں۔ اس وقت معاً میرے ذہن میں یہ بات آئی۔ کہ اس کے آگے جو الفاظ ہیں کہ مثیلہ میں اس کا نظیر ہوں۔ و خلیفتہ اور اس کا خلیفہ ہوں۔ یہ الفاظ اس سوال کو حل کر دیتے ہیں۔۔۔"

عاجز راقم عرض کرتا ہے۔ یہ درست ہے کہ "حسن و احسان میں تیرا نظیر ہوگا" کا الہام مثیلہ کے معنے بیان کر دیتا ہے۔ لیکن یہ بات تو حضور کے خصائل طیبہ اور اعمال صالحہ سے آج سے تیس سال پہلے سے جب سے حضور تائیدات الٰہی سے خلیفہ ہوئے ہیں ظاہر ہو رہی ہے۔ پھر یہ کیا بات ہے۔ کہ آج نئے سرے سے انا المسیح الموعود کے الفاظ حضور کی زبان مبارک پر الہاماً جاری کئے گئے۔ اور یہ رعشہ بر اندام کیوں ہوا۔ اس سے صاف پتہ لگتا ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ کے فضل اور رحم سے کوئی خاص روحانی تغیر حضور کے اندر ہوا ہے۔ اس لئے یہ کیفیت پیدا ہوئی۔ اور شکر کا مقام ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضور کے خلیفہ برحق ہونے کی صورت میں اعمال حسنہ کو شرف قبولیت بخشتے ہوئے المسیح الموعود کا خطاب عطا فرمایا۔ اور اس بات کا اظہار فرمایا ہے۔ کہ حضور کے کام وہی ہیں۔ جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے تھے۔ گویا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام حضور کے وجود کے اندر زندہ ہو کر کام کر رہے ہیں۔ اور مثیلہ کے لفظ نے اس بات کو واضح کیا ہے۔ کہ خود مسیح موعود تو دنیا میں دوبارہ آ نہیں سکتے۔ ان کا مثیل یعنی شبیہ حضور کو قرار دے دیا ہے۔ میرے نزدیک اس کیفیت کو واضح کرنے کے لئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مندرجہ ذیل تحریر کا مطالعہ از بس ضروری ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام آئینہ کمالات اسلام کے صفحہ ۲۵۴ و صفحہ ۲۵۵ پر فرماتے ہیں۔

"میرے پر کشفاً ظاہر کیا گیا ہے۔ کہ یہ زہرناک ہوا جو عیسائی قوم سے دنیا میں پھیل گئی۔ حضرت عیسےٰ کو اس کی خبر دی گئی۔ تب ان کی روح روحانی نزول کے لئے حرکت میں آئی۔ اور اس نے جوش میں آکر اور اپنی امت کو ہلاکت کی مفسدہ پرداز پاکر زمین پر اپنا قائمقام اور شبیہ چاہا۔ جو اس کا ایسا ہم طبع ہو۔ کہ گویا وہی ہے سو اس کو خدا تعالیٰ نے وعدہ کے موافق ایک شبیہ عطا کیا۔ اور اس میں مسیح کی ہمت سیرت اور روحانیت نازل ہوئی۔ اور اس میں اور مسیح میں بشدت اتصال کیا گیا۔ گویا وہ ایک ہی جوہر کے دو ٹکڑے بنائے گئے ہیں۔ اور مسیح کی توجہات نے اس کے دل کو اپنا قرارگاہ بنایا۔ اور اس میں ہو کر اپنا تقاضا پورا کرنا چاہا۔ پس ان معنوں سے اس کا وجود مسیح کا وجود ٹھہرا۔ اور مسیح کے پرجوش ارادات اس میں نازل ہوئے۔ جن کا نزول الہامی استعارات میں مسیح کا نزول قرار دیا گیا۔"

"خلیفتہ" کا لفظ میرے نزدیک یہ بات واضح کر رہا ہے۔ کہ حضور والا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے کامل متبع اور آپ کے سچے جانشین ہیں۔ میں نے جو مندرجہ بالا تشریح کی ہے وہ اس لئے نہیں کہ میرے سامنے کوئی علمی مشغلہ ہے۔ اور نہ مجھے اس کا حق ہے کیونکہ میں کوئی عالم نہیں۔ بلکہ اس لئے کہ اس کی بنیاد میں ایک الٰہی شہادت مخفی ہے اور وہ اس طرح پر کہ ۱۹۳۰ء کا واقعہ ہے ماہ رمضان کی بارھویں تاریخ کو میں بعد نماز فجر سویا ہوا تھا۔ میں نے رؤیا میں دیکھا کہ اس بات کی منادی ہوئی ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام تشریف لا رہے ہیں۔ (یعنی زندہ ہو کر واپس آ رہے ہیں) اس منادی کی وجہ سے حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ اور عاجز راقم استقبال کے لئے مسجد مبارک کے چوک میں پہنچے ہیں اور ایسا معلوم ہوتا ہے۔ کہ اس وقت بجز ہم دونوں کے اور کوئی موجود نہیں۔ اس اثنا میں نظر آیا۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام جانب شمال سے تشریف لا رہے ہیں۔ اور حضور کے چہرے پر سفید نقاب ہے جب حضور اس مقام پر پہنچے۔ جو حکیم قطب الدین صاحب کے مطب کے سامنے ہے تو حضور نے چہرہ مبارک پر سے نقاب اٹھا دیا۔ اس وقت حضور کا چہرہ مبارک ایسا منور نظر آیا۔ جس کی مثال بیان نہیں کی جا سکتی۔ تھوڑے توقف کے بعد پہلے حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ نے حضور سے مصافحہ کیا۔ پھر اس عاجز نے کیا۔ حضور پر نور نے میرے ہاتھ کو کچھ زیادہ دیر تک ہاتھ میں تھامے رکھا۔ اس اثنا میں مجھے کچھ ایسا معلوم ہونے لگا۔ کہ حضور کی شکل حضرت مرزا سلطان احمد صاحب کی سی ہو رہی ہے۔ اور ساتھ ہی میرے دل میں یہ خیال پیدا ہوا۔ کہ حضرت مرزا سلطان احمد صاحب لاہور میں تھے۔ وہ تندرست ہو کر آئے ہیں۔ مگر یہ خیال زیادہ غالب نہ ہوا تھا۔ کہ آنکھ کھل گئی۔

یہ عجیب بات ہے۔ کہ اس رؤیا میں کچھ تعلق لاہور کا پایا جاتا ہے۔ اور حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کو بھی انا المسیح الموعود کا الہام لاہور میں ہوا ہے گویا لاہور سے مسیح موعود آ رہے ہیں۔

اس رؤیا کے وقت میری خوشی کی کچھ حد و انتہا نہ تھی۔ میرا جسم اس وقت خوشی کی وجہ سے چارپائی پر اچھل رہا تھا۔ گویا چارپائی سے گرنے کو تھا۔ اس وقت کی خوشی کا اندازہ بجز اس مثال کے نہیں لگایا جا سکتا۔ کہ جس طرح حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی وفات کے وقت غم اور اندوہ پہنچا تھا۔ اور جو شدت اس کی تھی۔ اس کے مقابل کی اس وقت خوشی معلوم ہوتی تھی۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی وفات کے دن عاجز راقم لاہور میں تھا اور میرا خیال ہے۔ کہ حضور کی وفات کا صدمہ اس قدر شاید ہی کسی کو پہنچا ہو جس قدر اس عاجز کو میرے خیال کو ہر کوئی درست سمجھے گا۔ جبکہ میری اس وقت کی حالت سامنے رکھے گا۔ میں اس وقت ایک نہایت مسکین طالب علم تھا۔ جس کا لاہور جیسے بڑے شہر میں کوئی واقف نہ تھا۔ رات کے بسیرے تک کے لئے جگہ نہ رکھتا تھا۔ گھر (پٹیالہ) سے آئے چند ہفتے گزرے تھے میں اپنے گھر سے اپنے دل کے تین زخم لیکر آیا تھا یعنی ۱۹۰۶ء میں میری پہلی بیوی فوت ہو کر میرے دل کو غم آلود بنا گئی۔ اگست ۱۹۰۷ء میں والد صاحب فوت ہو کر جدائی کا غم اور بیکسی کے حالات چھوڑ گئے۔ شروع اپریل ۱۹۰۸ء میں میری والدہ فوت ہو گئی تھیں۔ میں غمزدہ تھا۔ بے کس تھا۔ جسم کے لحاظ سے نہایت کمزور تھا۔ جبکہ سب سے بڑے صدمہ کا شکار ہوا۔ یعنی ماں باپ سے پیارے کی جدائی ۲۶ مئی ۱۹۰۸ء کو دیکھنا نصیب ہوئی۔ ایسی حالت میں یہ صدمہ نہایت شدید تھا۔ ایسے صدمہ خوردہ کو اگر یہ خوشخبری مل جائے۔ کہ اس کی گمشدہ محبوب چیز واپس مل رہی ہے۔ تو اس کی خوشی کا کیا اندازہ لگ سکتا ہے۔

میں نے یہ رؤیا دیکھی اور خدا گواہ ہے کہ دیکھی۔ اور قدرت کے ہاتھوں نے مجھ سے اسے لکھوا دیا۔ اور وہ ۱۱ دسمبر ۱۹۴۰ء کے "الفضل" میں زیر عنوان "حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کی بیعت

سیرالیون میں تبلیغ احمدیت

قادیان کی یاد

ایک عرصہ سے آنکھوں کی بیماری کی وجہ سے کوئی رپورٹ ارسال نہ کرسکا۔ اور اس لحاظ سے کہ ہماری رپورٹیں ہمارے آقا اور جماعت کو ہمارے لئے دعائیں کرنے کی تحریک کرنے کا موجب ہوتی ہیں۔ باقاعدہ رپورٹیں نہ بھیج سکنے کا ہمیشہ افسوس رہا۔ لیکن اللہ تعالے کا شکر ہے۔ کہ اس کے فضل اور حضرت اقدس ایدہ اللہ تعالے کی دعاؤں سے اب مجھے پہلے کی نسبت بہت کم تکلیف ہے۔ تکلیف اور بیماری کے دنوں میں قادیان نسبتاً کچھ زیادہ یاد آتا ہے عرصہ زیر رپورٹ میں آنکھوں کی تکلیف کی وجہ سے بجائے دورے کرنے کے تقریباً سارا عرصہ ایک دو جگہوں پہ ہی کام کرنا پڑا۔ اس عرصہ میں مسیح پاک کی مقدس بستی میں گزارے ہوئے دس سال بعض دفعہ خوب یاد آئے۔ اور کیوں نہ آتیں۔ جبکہ اللہ تعالے کے پیارے مسیح کے اس گلستان، اس کے باغبان رضی اللہ عنہ اور اس کی پیاری بلبلوں کی جن سے ہم ذکر حبیب کے رنگ میں میٹھی میٹھی اور جذبات محبت سے لبریز روایات سُنا کرتے تھے۔ مدتوں سے ہمیں زیارت نصیب نہیں ہی گلستانِ اسلام و احمدیت کی یہ پیاری بلبلیں ایک ایک کرکے اس دار فنا کو چھوڑ کر گلستان ابدی کی طرف ہجرت کر رہی ہیں۔ "الفضل" کی یہاں کوئی نئی آمد بھی ایسی خبروں سے خالی نہیں ہوتی۔ گو یہ طبعی امر ہے۔ اور کوئی بھی اس دنیا میں ہمیشہ کے لئے نہیں آیا۔ مگر خدا کے ان پہلوانوں اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے روحانی پروں کے نیچے تربیت یافتہ صحابہ کا اس طرح ہم سے جدا ہونا ضرور ہمیں اپنا ایک فرض یاد دلاتا ہے۔ ایک شاعر ہماری اس ذمہ داری کی طرف ہمیں توجہ دلاتا ہوا کہتا ہے ؎

تزوّد من الاقمار قبل افولها
لظلمةِ ایّام الفراق وطُولها

قبل اس کے کہ روحانی چاند اس دنیا سے اوجھل ہوں۔ ان کی روشنی جتنی بھی جمع کی جاسکے کر لینی چاہیئے۔ تاکہ ان چاندوں کے چھپ جانے کے بعد ظلمت اور فراق کے لمبے عرصہ میں وہ کام آئے۔ پس ہمارے مسیح کے صحابہ رضی اللہ عنہم یقیناً اسلام کے چاند ہیں جن کو حضور نے اپنی روحانی شعاؤں کے ذریعے مکمل چاند بنا کر اپنی روحانی روشنی اُن میں پیدا کی۔ تا آنے والی نسلیں اُن سے روشنی حاصل کرسکیں۔ اس لئے جہاں ہمارا یہ فرض ہے۔ کہ ہم یہ دعائیں کریں۔ کہ اللہ تعالے انہیں لمبی عمریں عطا کرے وہاں وہ علمی خزانے اور حقائق و معارف کے وہ ذخیرے جو حضرت مسیح موعود علیہ السّلام ہمارے لئے اور آنے والی نسلوں کے لئے ان کے بابرکت وجودوں میں سٹور کر گئے ہیں۔ قبل اس کے کہ وہ اپنے محبوب سے دوبارہ جا ملیں۔ ان کا مکمل چارج لے لینا بھی ہم پر واجب ہے۔ اور اگر ہم اس فرض کو نہ ادا کریں۔ تو ہم ضرور خدا تعالیٰ اور اس کے مسیح کے حضور جواب دہ ہوں گے مثلاً اگر کسی صحابی کو حضور کے متعلق کوئی روایت یاد تھی۔ یا حضور کی کی ہوئی کسی تفسیر یا بات کا علم تھا۔ مگر قبل اس کے کہ وہ وفات پائیں ہم اس امانت کو ان سے وصول نہ کرسکے۔

تو نہ صرف ہم پر اس امر سے محروم رہنے۔ بلکہ ہمیشہ کے لئے وہ امر ان کے ساتھ دفن ہو جانے کی وجہ سے ہم نے قیامت تک آنے والی نسلوں کو بھی اس سے محروم کردیا ہاں یہ صحیح ہے کہ صحابہ کا بھی فرض ہے۔ کہ وہ ہجرت دائمی سے پہلے پہلے حضرت اقدس علیہ السلام کی تمام امانتوں اور روحانی شعاؤں کو ہم تک پہنچا دیں۔ مگر میں سمجھتا ہوں۔ تابعین کا اپنا فرض اُن سے بڑھ کر ہے۔ ان جذبات کے اظہار کی محرک یہ بات ہوئی۔ کہ میرے ہندوستان سے آنے کے بعد چند ایک نہایت جلیل القدر صحابہ کی وفات ہوگئی۔ جن کا حضور کی کتب میں خاص طور پر ذکر ہے۔ مگر مجھے ان کی زندگی میں ایک دفعہ بھی ان کی زیارت نصیب نہیں ہوئی۔ جس کا بعض دفعہ مجھے بہت افسوس ہوتا ہے۔

تبلیغی دورہ

آج کل میں یہاں کے ایک بڑے قصبے گمبورکا میں جو کہ ریل اور موٹر روڈ کا جنکشن ہونے کے علاوہ تجارتی مرکز بھی ہے مقیم ہوں۔ گذشتہ سارا سال تقریباً اسی جگہ ٹھہرا رہا۔ سوائے تین ماہ کے جن میں مکرم مولوی نذیر احمد صاحب کے ہمراہ مکینی۔ کاماکویا۔ پورٹ لوکو۔ فری ٹاؤن۔ روٹے فونک اور مویا مبا وغیرہ کا ایک لمبا دورہ کیا۔ جس میں علاوہ تبلیغی فرائض ادا کرنے کے گمبورکا اور بو مشن کی عمارتوں کے لئے تقریباً ۸۰ پونڈ کے قریب چندہ جمع کیا۔

گمبورکا میں مشن

گمبورکا میں میں دسمبر ۱۹۴۲ء میں آیا تھا۔ اور دسمبر سے لے کر آٹھ نو ماہ کے قیام میں سب سے پہلے تبلیغ پر زور دیا۔ جس کے نتیجے میں دس نئے افراد جماعت میں داخل ہوئے اور تقریباً ۹ احمدی جو پہلے سے تھے کی تربیت کی۔ اور لیکچروں کے ذریعے اللہ تعالے نے انہیں دوبارہ جگانے کی توفیق دی۔ اور اس طرح ۲۰۔ افراد کی ایک مضبوط جماعت بن گئی۔ اسی دوران میں ایک مسلمان پیرامونٹ چیف الحاج المامی سُوری کے مکان میں جو انہوں نے بخوشی بغیر کرایہ کے دینا منظور کر لیا احمدیہ سکول کی بنیاد رکھی۔ اور باجازت حکومت یکم فروری ۱۹۴۳ء سے ۲۵ طلباء پر مشتمل ایک کلاس کھولی جس میں انگریزی کے علاوہ یسرنا القرآن اور عربی میں پڑھاتا رہا۔ اس عرصے میں مکرم مولوی نذیر احمد صاحب نے میری مدد کے لئے ایک نوجوان عقیل تیجان کو جو پہلے بھی میرے ساتھ ایک سال کا عرصہ گذار کر عربی و انگریزی پڑھتا رہا تھا ارسال کیا۔ جو نہ صرف خود مجھ سے تعلیم حاصل کرتا رہا۔ بلکہ بچوں کو انگریزی اور یسرنا القرآن پڑھانے میں میری بہت مدد کرتا رہا۔ پھر میں نے اسی مکان میں رہائش اختیار کرتے ہوئے وہیں صبح و شام باجماعت نماز شروع کی۔ اور تبلیغ اور وعظ کے ذریعے جماعت کی تربیت کرتا رہا۔ یہاں دو عیسائی سکول تھے۔ جن میں سے ایک بند ہوچکا ہے۔ اور دوسرے سکول کے عملہ نے ہمارا سکول اور کام دیکھ کر سخت مخالفت شروع کردی۔ شہر کے عیسائیوں اور دیگر لوگوں کو ہمارے خلاف بھڑکایا۔ حکومت کے پاس شکایتیں کیں۔ مگر خدا کے فضل سے کسی امر میں بھی کامیاب نہ ہوسکے اسی عرصے میں چیف اور قصبے کے بڑے لوگوں سے مل ملا کر اور بعض سفارشوں کے ذریعے شہر کے ایک طرف ۲۵۰ × ۲۵۰ فٹ ایک قطعہ زمین سکول اور مشن ہاؤس بنانے کے لئے لیا۔ اس زمین کے حصول میں بھی بعض عیسائیوں نے بہت روکیں ڈالیں۔ اور زمین کے مالکان کو ہر طرح سے اکسایا۔ کہ ہمیں زمین نہ دی جائے۔ مگر خدا نے نامراد رکھا اس کے بعد میں نے ڈی سی کو متواتر چار چٹھیوں کے ذریعے اس زمین کی لیز بنانے کی درخواست کی اور کوئی جواب نہ ملنے پر خود اُن سے تین دفعہ ملاقات کرکے انہیں توجہ دلائی۔ آخر ۳۱ مارچ ۱۹۴۳ء کو جب وہ یہاں ٹیکس لینے کے لئے آئے۔ تو پھر ان سے اس بارے میں ملاقات کی جس کے نتیجہ میں انہوں نے مسجد اور مشن والی دونوں زمینوں کی لیز لکھ کر مکمل کردی۔ جواب رجسٹر ہوکر مجھے مل چکی ہے۔ یہاں یہ ذکر کرنا بھی مناسب ہے۔ کہ مسجد کے لئے زمین قصبہ کے درمیان

[illegible] ۵۵ × ۵۰ علیحدہ [illegible] ۔ اور مشن اور سکول والی زمین [illegible]

وصیّت

نوٹ:- وصایا منظوری سے قبل اسلئے شائع کی جاتی ہیں کہ اگر کسی کو کوئی اعتراض ہو۔ تو وہ دفتر کو اطلاع کردے۔ سیکرٹری بہشتی مقبرہ

۱۸۴۲ ے منکہ محمد عبد اللہ ولد قاضی محمد اکبر صاحب مرحوم قوم بھٹی پیشہ زمینداری عمر ۳۰ سال پیدائشی احمدی ساکن رتہال ڈاکخانہ راجوری ضلع ریاسی صوبہ جموں وکشمیر۔ بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ ۱۰ ۱۲/۴۳ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری موجودہ جائیداد حسب ذیل ہے۔ اس کے دسویں حصہ کی وصیت کرتا ہوں۔ (۱) اراضی زرعی رقبہ ۷ کنال واقعہ موضع چارکوٹ تحصیل راجوری قیمتی ۷۰/- روپے

(۲) اراضی بنجر رقبہ ۷ کنال " " ۱۴/۰ "

(۳) بیل ۲ عدد ——— " ۸۰/-

۱۶۴/-

میں اس تمام جائیداد کے دسویں حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا ہوں۔ نیز اس کے علاوہ میرا گذارہ اس آمد پر ہے۔ جو مجھے متفرق طور پر کاشت وغیرہ سے حاصل ہوتا ہے۔ وہ تقریباً ۵۰/- سالانہ ہوتی ہے میں اپنی اس آمد کے دسویں حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا ہوں اور وعدہ کرتا ہوں کہ انشاء اللہ تازیست اپنی آمد کا حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا رہونگا۔ اگر میں اپنی زندگی میں کوئی رقم یا کوئی جائیداد خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان بمد وصیت داخل یا حوالہ کرکے رسید حاصل کرلوں تو ایسی رقم یا ایسی جائیداد کی قیمت حصہ وصیت کرنہ سے منہا کردی جائے گی۔ اگر اس کے بعد کوئی جائیداد اور پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہونگا۔ اور اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی۔ نیز میرے مرنے کے وقت جس قدر میری جائداد ہو۔ اس کے دسویں حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ العبد محمد عبد اللہ موصی بقلم خود۔ گواہ شد:- محمد حسین مبلغ۔ گواہ شد:- محمد احمد خان نعیم انسپکٹر بیت المال

بعدالت جناب چودھری حمید اللہ صاحب بی۔ اے۔ ایل ایل۔ بی۔ پی۔ سی۔ ایس۔ سب جج بہادر درجہ دوئم فیروزپور

مسماۃ ممتاز بیگم زوجہ عبد العزیز شیخ ساکن چھاؤنی فیروزپور۔ مدعی } بنام { عبد العزیز ولد عبد الحمید ذات شیخ ساکن چھاؤنی فیروزپور۔ مدعا علیہ

دعویٰ تنسیخ نکاح

مقدمہ عنوان بالا میں عدالت کو یقین ہوگیا ہے۔ کہ مدعا علیہ کی تعمیل معمولی طریقہ سے نہیں ہوسکتی۔ لہذا اس کے خلاف اشتہار زیر آرڈر ۵ رول ۲۰ ضابطہ دیوانی جاری کیا جاتا ہے کہ اگر مدعا علیہ مذکور مورخہ ۲۷ ۴/۴۴ اصالتاً یا وکالتاً حاضر عدالت آکر جوابدہی مقدمہ نہ کرے گا۔ تو اس کے خلاف یکطرفہ کارروائی عمل میں آئیگی۔ آج مورخہ ۳۰ مارچ ۱۹۴۴ء بہ ثبت ہمارے دستخط ومہر عدالت سے جاری ہوا۔

مہر عدالت — دستخط حاکم

تازہ اور ضروری خبروں کا خلاصہ

لنڈن ۴ اپریل۔ جنوب مشرقی ایشیا کی اتحادی کمان کا اعلان مظہر ہے کہ یکم اور ۲ اپریل کی رات کو ایک جاپانی دستہ نے ٹڈم اور امپھل کے درمیان سڑک پر پہنچنے کی کوشش کی۔ لیکن اس کو ہٹا دیا گیا۔ جاپانیوں نے ٹیلل تامو روڈ پر پھر گولہ باری کی۔ امپھل کے مشرق میں ہماری فوج کے گشتی دستوں نے جاپانیوں کو نقصان پہنچایا۔ کوہیما کے مشرق میں واقعہ کوہستانی علاقہ کے اندر لڑائی جاری ہے۔

لنڈن ۴ اپریل۔ آج جرمن ریڈیو نے یہ اطلاع نشر کی ہے۔ کہ سرحد رومانیہ پر ۔۔۔ کی تمام فوج روسیوں کے مقابلہ میں جنگ کے لئے جمع ہو گئی ہے۔

لنڈن ۴ اپریل۔ امریکہ کے نائب وزیر خارجہ مسٹر ایڈ ولف بیلے اور مجلس تعلقات عامہ کے صدر ڈاکٹر ایڈورڈ وارنر برطانیہ پہنچ گئے ہیں۔ تاکہ برطانیہ کے ساتھ ہوابازی کے مسائل کے متعلق بات چیت کر سکیں۔

نئی دہلی ۴ اپریل۔ ایسوشی ایٹڈ پریس کے نامہ نگار کی اطلاع کے مطابق جاپانی فوجیں منی پور روڈ پر کلی کے مقابلہ میں تیس میل اور آگے بڑھ گئی ہیں۔ امپھل اور دھیما پور کے درمیان اور کوہیما کے جنوب میں ۲۸ میل کے فاصلہ پر ہے۔ جاپانی فوجیں اکھرول روڈ پر بھی بڑھ رہی ہیں۔ ان کی جمعیت ناگا کی پہاڑیوں میں بھی بڑھتی جا رہی ہے۔ دشمن منی پور روڈ پر چاروں طرف چھا تا جا رہا ہے۔ ناگا کی پہاڑیوں کی طرف سے امپھل کے جنوب مغربی رُخ اور کوہیما روڈ کے مغرب میں جاپانی یلغار کا خطرہ بہت بڑھتا جا رہا ہے۔ ٹامو روڈ کو دشمن نے ایک جگہ سے کاٹ دیا ہے۔ اس نے کئی اور مقامات پر بھی اسے کاٹنے کی کوشش کی۔ یہ کوشش ناکام رہ گئی۔

شملہ ۴ اپریل۔ جاڑے کا موسم مارچ کے وسط میں رخصت ہوا تھا کہ آج شام واپس آ گیا۔ غروب آفتاب کے بعد ایک انچ کے قریب برف پڑ گئی۔ لوگ کہتے ہیں۔ کہ پندرہ سال کے بعد اپریل کے مہینہ میں یہاں پہلی بار برف باری ہوئی ہے۔

امرتسر ۴ اپریل۔ سونا ۷۷ روپے۔ چاندی ۴ ۱۳۲ روپے۔ پونڈ ۵۱ روپے۔

لاہور ۴ اپریل۔ اعلان کیا گیا ہے کہ جنگی نمائش جو یہاں ۶ اپریل کو ہونیوالی تھی۔ اب ۱۰ اپریل پر ملتوی کر دی گئی ہے۔ نئے پروگرام کا اعلان بعد میں کیا جائے گا۔

اوٹاوہ ۴ اپریل۔ وزیر تجارت کینیڈا نے ایک بیان میں کہا کہ ہندوستان میں دوبارہ قحط کا اندیشہ نہیں۔ لیکن گندم کی پیداوار گذشتہ سال سے کم ہوگی۔ تاہم یہ کمی چاول سے پوری ہو جائیگی۔ جس کی پیداوار بہت زیادہ ہے۔ آسٹریلیا اور کینیڈا سے ہندوستان کو گندم بدستور بھیجی جائے گی۔

لنڈن ۴ اپریل۔ معلوم ہوا ہے کہ جب میجر جنرل ونگیٹ کا ہوائی جہاز برما کی پہاڑیوں میں گرا۔ تو اس میں دیگر آدمیوں کے علاوہ دو اخباری جنگی نمائندے بھی تھے۔ وہ بھی ہلاک ہو گئے۔ ان میں سے ایک نیوز کرانیکل اور دوسرا ڈیلی ہیرلڈ کا نامہ نگار تھا۔

واشنگٹن ۴ اپریل۔ امریکہ کے غیر ملکی ایڈ منسٹریٹر نے آج رات اپنی رپورٹ میں اس بات کا انکشاف کیا کہ سنہ ۱۹۴۲ء کے پہلے ۲ ماہ میں ادھار پٹہ کے قانون کے ماتحت دس لاکھ ٹن گولہ بارود و دیگر جنگی سامان روس کو بھیجا گیا۔

لنڈن ۴ اپریل۔ معلوم ہوا ہے کہ روس کی طرف سے حکومت امریکہ کو یہ کہا گیا ہے۔ کہ یورپ میں جنگ ختم ہونے کے تین سال بعد تک ادھار اور پٹے کے قانون پر عمل جاری رکھے۔ حکومت امریکہ نے اس کے جواب میں کہا ہے کہ روس اس امر کا یقین دلائے۔ کہ وہ یورپ کی طاقتوں کا اس معاملہ کے متعلق ساتھ دیگا۔ کہ جاپان کے خلاف جنگ لڑی جائے۔ روس کے جاپان کے ساتھ جو تعلقات ہیں۔ انکو مدنظر رکھتے ہوئے روس نے ابھی کوئی جواب نہیں دیا۔

کلکتہ ۴ اپریل۔ بنگال اسمبلی میں وزیر اعظم نے بتایا کہ کلکتہ کی ایک جنوبی بستی میں ہوائی جہاز گرنے سے ۲۷ اشخاص ہلاک اور ۷ زخمی ہوئے تھے۔ ساری بستی جل کر راکھ ہو گئی۔ کئی آدمی بے گھر ہو گئے ہیں۔

لاہور ۴ اپریل۔ گندم۔ چاول اور چنوں کے کنٹرول کے اعلان سے پبلک کو سخت حیرانی ہوئی ہے۔ اس کنٹرول سے پبلک کو فائدہ تو کجا اُلٹا نقصان ہوا ہے۔ آج لاہور میں آٹا کا بھاؤ ایک روپیہ من تیز ہو گیا ہے۔

لنڈن ۴ اپریل۔ اتحادی ہیڈ کوارٹر کے تازہ اعلان میں بتایا گیا ہے کہ اتحادی ہوائی جہازوں نے دشمن کی چوکیوں۔ ریلوے لائنوں۔ کمک اور رسد کے راستوں۔ فوجی اور صنعتی مقامات پر بمباری کی۔ بوڈاپسٹ میں ہوائی جہازوں کے اڈے پر حملہ کیا گیا۔ یوگوسلاویہ میں بھی ریلوے یارڈوں کی خبر لی گئی۔ ان حملوں میں دشمن کے ۲۶ جہاز برباد کئے گئے۔ ہمارے ۱۳ جہاز کام آئے۔

ماسکو ۴ اپریل۔ رومانیہ کی خبروں میں بتایا گیا ہے کہ روسی ٹینک بگ دریا کے پار پہنچ گئے ہیں۔ روسی فوجوں کو رسد اور کمک لگاتار پہنچ رہی ہے۔ ساٹھ میل چوڑے مورچہ پر روسی فوجیں پندرہ میل رومانیہ کے اندر بڑھ گئی ہیں۔ دوسرے مورچوں پر بھی روسی فوجیں آگے بڑھ رہی ہیں۔

دہلی ۴ اپریل۔ آسام اور برما کے مورچہ کی ایک خبر میں بتایا گیا ہے کہ ۳۱ مارچ تک ۲۶ سو جاپانی موت کے گھاٹ اتار دئے گئے ہیں۔ دراصل صحیح تعداد معلوم کرنا بہت مشکل ہے کیونکہ سارے مورچہ پر کئی مقامات پر دشمن سے چھوٹی چھوٹی جھڑپیں ہو رہی ہیں۔

دہلی ۴ اپریل۔ سرکاری طور پر اعلان کیا گیا ہے کہ گورنمنٹ ریلوے کے کرایہ میں اضافہ نہیں کرے گی۔

واشنگٹن ۵ اپریل۔ امریکن طیاروں نے ڈچ نیوگنی میں ہالنڈیا پر حملہ کیا۔ اور دشمن کے ۲۸۸ طیارے برباد کر دئے۔

واشنگٹن ۵ اپریل۔ کرنل ناکس نے ایک بیان